www.pildat.org

پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت
اور تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

www.pildat.org

پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت
اور تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلا منافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ

اشاعت: جنوری 2012

آئی ایس بی این: 978-969-558-241-1

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ناشر

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور
ٹیلیفون: 345-123-111 (+92-51) فیکس: 3078-226 (+92-51)
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ	05
مصنف کے بارے میں	06
مخففات وتشبہات	07
خلاصہ	08
ابتدائیہ	09
بھارت کی جانب سے تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ	10
بھارت کی غیر محصولاتی پابندیاں	11
محصولات	11
غیر محصولاتی پابندیاں	11
تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے کی وجوہات	12
پاکستان پر پسندیدہ ملک قرار دینے کے اثرات	14
جنوبی ایشیائی آزادانہ تجارتی معاہدہ (سافٹا)	14

جدول

جدول 1: پاکستان بھارت تجارت، مالی سال 1951-1952 سے مالی سال 2005-2006 تک (ملین امریکی ڈالرز میں)	09
جدول 2: بھارت کا پاکستان اور دیگر سے سلوک	13

پیش لفظ

بیک گراونڈ پیپر پاکستان اور بھارت کے درمیان تجارت اور تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ کے مصنف حکومت پاکستان کے سابق وفاقی سیکریٹری تجارت تسنیم نورانی ہیں۔ یہ پیپر نے تجارت اور معاشی تعلقات کے موضوع پر ہونے والے پلڈاٹ کے زیر اہتمام تیسرے پاکستان بھارت پارلیمانی مذاکرات میں شرکت کرنے والے پاکستانی اراکین پارلیمنٹ کی معاونت کے لیے پیپر تحریر کیا گیا ہے۔

پلڈاٹ کی جانب سے تیار کردہ اس پیپر میں دونوں ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات کے مختلف پہلووں کو سامنے لایا گیا جس میں پسندیدہ ملک قرار دینے کے معاملے پر خصوصی اہمیت دی گئی۔ پیپر میں اس بات کا بھی جائزہ لیا گیا کہ جنوبی ایشیا میں آزادانہ تجارت کے معاہدے (سافٹا) نے خطے میں تجارتی تعلقات پر کیا اثرات مرتب کیے اور پاکستان اور بھارت کے درمیان بہتر معاشی و تجارتی تعلقات سافٹا پر کیسے اثرانداز ہوں گے۔

ایک آزاد پاکستانی تھنک ٹینک کی حیثیت سے پلڈاٹ کا ماننا ہے کہ سفارتی سطح پر مذاکرات کے تسلسل کے لیے دونوں ملکوں کے اراکین پارلیمنٹ کے درمیان زیادہ رابطوں کے لیے سہولت مہیا کی جانی چاہیے تاکہ وہ مسائل کے حل کے لیے بہتر سوجھ بوجھ کے ساتھ سفارتی اقدامات میں رہنمائی کرسکیں۔ اسی مقصد کے لیے پلڈاٹ پارلیمانی مذاکرات کا اہتمام کیا ہے۔

اظہار لاتعلقی

اس پیپر میں پیش کی گئی آراء، نتائج اور تجاویز مصنف کی ہیں پلڈاٹ کا ان سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اسلام آباد
جنوری 2012

مصنف کے بارے میں

تسنیم نورانی

سابق وفاقی سیکریٹری

وزارت تجارت،حکومت پاکستان

تسنیم نورانی نے ہارورڈ بزنس سکول امریکا سے منسلک آئی سی ایم ایس، تہران سے ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی۔اس سے قبل انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے جیالوجی میں ماسٹرز کیا۔پاکستان سول سروسز میں 37 سالہ کیریئر کے دوران تسنیم نورانی نے مینجمنٹ اور ایڈمنسٹریشن میں پیشہ وارانہ تربیت حاصل کی۔2001 سے 2004 کے دوران انہوں نے حکومت پاکستان کی وزارت داخلہ میں سیکریٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔وہ 2004-2005 میں حکومت پاکستان کی وزارت تجارت میں سیکریٹری تعینات رہے۔حالیہ دنوں میں وہ ایک مشاورتی ادارے ٹی این ایسوسی ایٹس پرائیویٹ لمیٹڈ کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ان کے تجزیئے اور کالم باقاعدگی سے چھپتے ہیں اور وہ نیوز چینلز پر مبصر کی حیثیت سے بھی آتے ہیں۔

مخففات وتشبیہات

بی آئی ایس	بیوروآف انڈیا سٹینڈرڈ
جی ٹی ٹی اے	تجارت اور محصولات پر عام معاہدہ
ایل ڈی سیز	کم ترقی یافتہ ممالک
ایم ایف این	پسندیدہ ملک
این بی ٹیز	غیر محصولاتی پابندیاں
این ٹی ایمز	غیر محصولاتی اقدامات
سارک	جنوبی ایشیائی ایسوسی ایشن برائے علاقائی تعاون
سافٹا	جنوبی ایشیائی آزادانہ تجارت کا معاہدہ
ٹی آر کیوز	محصولات کوٹہ
ڈبلیوٹی او	ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

خلاصہ

تجارت پاکستان اور بھارت کے درمیان دوطرفہ تعلقات کا اہم جزو ہے۔ 1947 میں برصغیر کی تقسیم کے بعد پاکستان کی 70 فیصد تجارت بھارت کے ساتھ اور بھارت کی 63 فیصد برآمدات پاکستان کو ہو رہی تھیں۔ بدقسمتی سے یہ بھرپور تجارتی تعلقات زیادہ عرصہ نہیں چل سکے اور 1949۔1948 کے پہلے مسلح تصادم نے تجارتی تعلقات پر منفی اثرات مرتب کیے۔ 1951 تک تجارت کا توازن مکمل طور پر پاکستان کے حق میں تھا جس نے 113 ملین ڈالر کی مصنوعات بھارت کو برآمد کیں جبکہ بھارت سے صرف 0.08 ملین ڈالر کی اشیاء درآمد کیں۔ 1965 کی جنگ تک دو سالوں کو چھوڑ کر تجارت کا توازن پاکستان کے حق میں ہی رہا۔ 1965 کی جنگ کے بعد دوطرفہ تجارت دس سال کے لیے منقطع رہی یہاں تک کہ 1975 میں تین سال کے لیے باہمی تجارت کا معاہدہ کیا گیا۔ 1975 کے معاہدے کی کبھی تجدید نہیں کی گئی یوں دونوں ممالک کے درمیان باقاعدہ معاہدے کے تحت تجارت 1978 میں ختم ہوگئی۔ ان تین سالوں میں اگرچہ تجارت کا حجم زیادہ نہیں تھا تاہم اس کا توازن بھارت کے حق میں رہا۔ اگلے 12 سال 1990 تک باہمی تجارت کا حجم 30 سے 80 ملین ڈالر کے درمیان رہا اور اس پورے عرصے میں تجارت کا توازن پاکستان کے حق میں رہا۔ 1991 سے 1993 تک تجارت دوگنا ہو کر 160 ملین ڈالر تک پہنچ گئی اور توازن پاکستان کے حق میں ہی رہا۔ تجارت کا توازن 1993-1994 میں بھارت میں حق میں ہوا جو اب تک جاری ہے۔ 1993-1994 میں باہمی تجارت کا فرق بھارت کے حق میں 27 ملین ڈالر تھا جو 2010-2011 میں بڑھ کر 1.47 بلین ڈالر ہوگیا۔

1995-1996 میں جب بھارت نے پسندیدہ ملک کا درجہ دیا پاکستان کی بھارت کو برآمدات 41 ملین ڈالر اور درآمدات 94 ملین ڈالر تھیں یوں تجارت کا فرق 53 ملین ڈالر تھا۔ 1996-1997 میں بھارت کے حق میں تجارت کا فرق 168 ملین ڈالر تھا جو بتدریج بڑھتا رہا۔ 2003-2004 میں یہ فرق بڑھ کر 289 ملین ڈالر اور بعد میں 1.47 بلین ڈالر تک پہنچ گیا۔

بھارت درآمدات پر دنیا میں سب سے زیادہ پابندیاں لگانے والا ملک ہے جو اپنے مفاد کے لیے بہت زیادہ حفاظتی اقدامات کرتا ہے۔ تجارتی اور معاشی پالیسیوں کے جائزے کے دوران ڈبلیو ٹی او (WTO) نے حال ہی میں بیان کیا "بھارت انٹی ڈمپنگ کا سب سے زیادہ اور دوسرے ممالک سے درآمدات کے خلاف حفاظتی اقدامات کا تواتر سے استعمال کرنے والا ملک ہے۔ بھارت تجارتی پالیسی کو کم مدتی اہداف کے حصول جیسا کہ افراط زر پر قابو پانے کے لیے استعمال کرتا ہے"۔ رپورٹ میں اجاگر کیا گیا کہ کیسے بھارتی حکومتیں اپنی مقامی ضروریات پوری کرنے کے لیے بار بار پالیسیاں تبدیل کرتی ہیں مختصر مدت کے لیے پابندیاں لگاتی، ممانعت کرتی اور مصنوعات کی آزادانہ برآمد کی اجازت دیتی ہیں۔

پاکستان کے برآمد کنندگان کے ساتھ بھارتی کسٹم حکام اور بھارتی حکومت کے دیگر محکموں کے اہلکاروں کی جانب سے قوانین کی تشریح اور استعمال میں خصوصی تعصب کی شکایت عام ہے۔ عمومی طور پر بھارت میں محصولات کی شرح 12.5 فیصد ہے تاہم پاکستان کی دلچسپی کی برآمدات ٹیکسٹائل، کپڑوں اور زرعی مصنوعات کے حوالے سے صورتحال زیادہ پیچیدہ ہے۔

تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کے بعد پاکستان کی بھارت سے درآمدات یقیناً بڑھیں گی لیکن یہ پیش گوئی کرنا مشکل ہے کہ کتنی بڑھیں گی۔ لیکن پاکستان کی بھارت کو برآمدات صرف اسی صورت میں بڑھ جا سکتی ہیں جب بھارت اپنے دعووں پر عمل کرے یعنی حقیقت میں غیر محصولاتی پابندیاں کم کرے۔ یہ دلیل کہ پابندیاں صرف پاکستان کے لیے نہیں صحیح ہوسکتی ہے لیکن اس سے پاکستان کے برآمد کنندگان یا صنعت کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پاکستان میں بعض مشینری اور مصنوعات کی قیمت کم ہو جائے گی جس سے کچھ صنعتوں کو فائدہ ہوگا لیکن اس کے ساتھ بعض مقامی صنعتیں بھارتی درآمدات کے سامنے ٹھہر نہیں پائیں گی جس سے بے روزگاری اور رنجشیں بڑھیں گے۔

بتدائیہ

تجارت قوموں کے درمیان دوطرفہ تعلقات کا اہم جزو ہے۔1947 میں برصغیر کی تقسیم کے بعد پاکستان کی 70 فیصد تجارت بھارت کے ساتھ اور بھارت کی 63 فیصد برآمدات پاکستان کو ہو رہی تھیں۔ بدقسمتی سے یہ بھرپور تجارتی تعلقات زیادہ عرصہ نہیں چل سکے اور 1949۔1948 کے پہلے مسلح تصادم نے تجارتی تعلقات پر منفی اثرات مرتب کیے۔

1951 تک تجارت کا توازن مکمل طور پر پاکستان کے حق میں تھا جس نے 113 ملین ڈالر کی مصنوعات بھارت کو برآمد کیں جبکہ بھارت سے صرف 0.08 ملین ڈالر کی اشیاء درآمد کیں۔ 1965 کی جنگ تک دو سالوں کو چھوڑ کر تجارت کا توازن پاکستان کے حق میں ہی رہا۔ 1965 کی جنگ کے بعد دوطرفہ تجارت دس سال کے لیے منقطع رہی یہاں تک کہ 1975 میں تین سال کے لیے باہمی تجارت کا معاہدہ کیا گیا۔ 1975 کے معاہدے کی کبھی تجدید نہیں کی گئی یوں دونوں ممالک کے درمیان باقاعدہ معاہدے کے تحت تجارت 1978 میں ختم ہوگئی۔ ان تین سالوں میں اگرچہ تجارت کا حجم زیادہ نہیں تھا تاہم اس کا توازن بھارت کے حق میں رہا۔

اگلے 12 سال 1990 تک باہمی تجارت کا حجم 30 سے 80 ملین ڈالر کے درمیان رہا اور اس پورے عرصے میں تجارت کا توازن پاکستان کے حق میں رہا۔ 1991 سے 1993 تک تجارت دوگنا ہو کر 160 ملین ڈالر تک پہنچ گئی اور توازن پاکستان کے حق میں ہی رہا۔ تجارت کا توازن 1994-1993 میں بھارت میں حق میں ہوا جو اب تک جاری ہے۔ 1994-1993 میں باہمی تجارت کا فرق بھارت کے حق میں 27 ملین ڈالر تھا جو 2011-2010 میں بڑھ کر 1.47 بلین ڈالر ہو گیا۔

جدول 1: پاکستان بھارت تجارت، مالی سال 1952-1951 سے مالی سال 2006-2005 تک (ملین امریکی ڈالرز میں)

سال	برآمدات	درآمدات	فرق	کل تجارت
1951-52	113.71	0.08	113.63	113.79
1952-53	43.81	0.01	43.79	43.82
1953-54	26.13	11.80	14.33	37.93
1954-55	41.36	11.16	30.20	52.52
1955-56	44.09	8.69	35.40	52.78
1956-57	29.77	14.12	15.64	43.89
1957-58	18.38	18.47	-0.09	36.86
1958-59	8.75	16.27	-7.51	25.02
1959-60	20.16	17.35	2.81	37.50
1960-61	22.15	27.57	-5.42	49.72
1961-62	31.83	22.54	9.29	54.37
1962-63	40.86	16.70	24.16	57.56
1963-64	23.41	19.86	3.55	43.28
1964-65	46.18	26.82	19.35	73.00
1965-66	3.77	5.50	-1.73	9.27
1966-67	0.16	0.47	-0.31	0.62
1967-68	0.00	0.00	0.00	0.00
1968-69	0.00	0.00	0.00	0.00
1969-70	0.00	0.00	0.00	0.00
1970-71	0.00	0.00	0.00	0.00
1971-72	0.00	0.00	0.00	0.00
1972-73	0.00	0.00	0.00	0.00
1973-74	0.00	0.00	0.00	0.00
1974-75	9.30	0.00	0.00	0.00
1975-76	15.09	1.28	13.81	16.37

1976-77	0.12	23.78	-23.66	23.90
1977-78	35.05	47.57	-12.53	82.62
1978-79	16.82	21.07	-4.26	37.89
1979-80	48.30	13.08	35.22	61.39
1980-81	97.11	2.20	94.90	99.31
1981-82	56.40	7.50	48.90	63.9
1982-83	26.75	4.75	22.01	31.50
1983-84	25.47	10.95	14.52	36.42
1984-85	32.87	17.25	15.62	50.13
1985-86	28.81	12.20	16.61	41.01
1986-87	18.88	9.68	9.20	28.57
1987-88	27.47	19.37	8.09	46.84
1988-89	48.91	31.95	16.96	80.86
1989-90	35.31	38.02	-2.71	73.34
1990-91	41.63	45.77	-4.15	87.40
1991-92	113.29	48.81	64.48	162.11
1992-93	83.78	67.35	16.43	151.14
1993-94	42.69	70.49	-27.80	113.18
1994-95	41.62	63.99	-22.37	105.61
1995-96	40.70	94.49	-53.79	135.19
1996-97	36.22	204.67	-168.45	240.90
1997-98	90.46	154.80	-64.34	245.26
1998-99	173.65	145.85	27.81	319.50
1999-00	53.64	127.38	-73.74	181.02
2000-01	55.40	235.09	-179.69	290.48
2001-02	49.30	186.90	-137.60	236.20
2002-03	70.70	166.50	-95.80	237.20
2003-04	93.70	382.40	-288.70	476.10
2004-05	288.13	547.46	-259.32	835.59
2005-06	293.31	802.00	-508.69	1,095.31
2006-07	342.9	1,235.9	-893.0	1,578.8
2007-08	254.9	1,701.5	-1,446.6	1,956.4
2008-09	319.6	1,194.6	-875.0	1,514.2
2009-10	268.3	1,225.5	-957.2	1,493.8
2010-11	264.3	1,743.1	-1,478.8	2,007.4

ماخذ: وفاقی ادارہ شماریات اور اکنامک سروے آف پاکستان 2005-06

بھارت کی جانب سے تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ

1995-1996 میں بھارت نے پاکستان کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ (MFN) دیا جبکہ پاکستان درآمدات کے لیے اجازت امپورٹ ٹریڈ آرڈر/ درآمدی پالیسی/ مثبت فہرست کے تحت دیتا رہا۔ تاہم بھارت کی جانب سے بظاہر دی جانے والی سہولت کا تجارتی اعدادوشمار پر اثر متضاد دکھائی دیا۔ 1995-1996 میں جب بھارت نے پسندیدہ ملک کا درجہ دیا پاکستان کی بھارت کو برآمدات 41 ملین ڈالر اور درآمدات 94 ملین ڈالر تھیں یوں تجارت کا فرق 53 ملین ڈالر تھا۔ 1996-1997 میں بھارت کے حق میں تجارت کا فرق 168 ملین ڈالر تھا جو بتدریج بڑھتا رہا۔ 2003-2004 میں یہ فرق بڑھ کر 289 ملین ڈالر اور بعد میں 1.47 بلین ڈالر تک پہنچ گیا۔

جب بھارت نے پاکستان کو پسندیدہ ملک کا درجہ دیا(1995-1996) تو دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی شرح بھارت کے حق میں تقریبا 2 : 1 کی تھی جو 2010-2011 میں 1:6 تک پہنچ گئی حالانکہ پاکستان نے تاحال بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ نہیں دیا۔ بھارت کی برآمدات کا حجم تیزی سے بڑھا ہے جبکہ پاکستان کی برآمدات تھوڑا بڑھیں لیکن ان میں تواتر سے تنزلی آتی رہی۔اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں بھارت درآمدات کے حوالے سے بہت سخت پالیسی رکھتا ہے جس میں بہت سی تفصیلات کی فراہمی اور بھاری بھرکم ٹیسٹوں کا مشکل طریقہ کار ہے جس سے اس کو برآمد کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ غیرمحصولاتی پابندیاں اب بھی پاکستان کے لیے سب سے زیادہ تشویش کا باعث ہیں۔ایک اور وجہ بھارت کی اس عرصے کے دوران بھرپور معاشی بڑھوتری ہے۔

بھارت کا درآمدات مخالف رجحان

بھارت درآمدات پر دنیا میں سب سے زیادہ پابندیاں لگانے والا ملک ہے جو اپنے مفاد کے لیے بہت زیادہ حفاظتی اقدامات کرتا ہے۔ڈبلیو ٹی او(WTO) کی سالانہ رپورٹ 2006 میں دیئے گئے جدول سے بھارت کی جانب سے ضرورت سے زائد حفاظی اقدامات ظاہر ہوتے ہیں۔اس نے 2004-2005 میں 191 حفاظتی اقدامات کیے جبکہ اسی مدت میں بھارت سے بڑی کہیں بڑی معیشت چین نے 71 اقدامات کیے۔اس کے مقابلے میں اسی عرصے کے دوران پاکستان نے صرف 07 حفاظتی اقدامات کیے۔ بھارت کے تجارت میں دفاعی اقدامات یورپی یونین سے بھی زیادہ تھے جو بھارت سے کئی گنا بڑی معیشت ہے انہوں نے 167 اقدامات کیے۔امریکا کے بعد بھارت نے اپنی مقامی صنعت کو بچانے کے لیے دنیا میں سب سے زیادہ ڈبلیوٹی او کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔

تجارتی اور معاشی پالیسیوں کے جائزے کے دوران ڈبلیوٹی او نے حال ہی میں بیان کیا " بھارت انٹی ڈمپنگ کا سب سے زیادہ اور دوسرے ممالک سے درآمدات کے خلاف حفاظتی اقدامات کا تواتر سے استعمال کرنے والا ملک ہے۔ بھارت تجارتی پالیسی کو کم مدتی اہداف کے حصول جیسا کہ افراط زر پر قابو پانے کے لیے استعمال کرتا ہے"۔ رپورٹ میں اجاگر کیا گیا کہ کیسے بھارتی حکومتیں اپنی مقامی ضروریات پوری کرنے کے لیے بار بار پالیسیاں تبدیل کرتی ہیں مختصر مدت کے لیے پابندیاں لگاتی، ممانعت کرتی اور مصنوعات کی آزادانہ برآمد کی اجازت دیتی ہیں۔

ڈبلیوٹی او کی رپورٹ کے مطابق "جب افراط زر یا کمی پر قابو پانے کے لیے درآمدات ضروری ہوتی ہیں تو غیر محصولاتی پابندیوں میں آسانی کردی جاتی ہے۔جنوری 2006 سے دسمبر 2010 کے دوران بھارت نے 34 تجارتی پارٹنرز کے خلاف 209 انٹی ڈمپنگ تحقیقات شروع کی جو کہ پچھلے جائزے کی مدت میں 176 تھیں"۔

بھارت کی غیرمحصولاتی پابندیاں

بھارت کی جانب سے غیرمحصولاتی پابندیوں کی بحالی مسئلے کی سنگینی کو ظاہر کرتی ہے۔اکثر ممالک کے کوئی نہ کوئی درآمدی قوانین ہیں لیکن بھارت نے اپنے حصے سے زیادہ حاصل کیا ہے۔ بھارت کی جانب سے اکثر دہرائی جانے والی دلیل کہ سب ممالک کے لیے قوانین برابر ہیں غیرمحصولاتی پابندیوں کے غیر منصفانہ اور فالتو استعمال کے اثر کو زائل نہیں کرسکتی جس کا ادارک ڈبلیوٹو او نے بھی کیا ہے۔ پاکستان کے برآمدکنندگان ساتھ بھارتی کسٹم حکام اور بھارتی حکومت کے دیگر محکموں کے اہلکاروں کی جانب سے قوانین کی تشریح اور استعمال میں خصوصی تعصب کی شکایت عام ہے۔

محصولات

عمومی طور پر بھارت میں محصولات کی شرح 12.5 فیصد ہے تاہم ٹیکسٹائل، کپڑوں اور زرعی مصنوعات کے حوالے سے، جو پاکستان کی دلچسپی کی برآمدات ہیں، صورتحال زیادہ پیچیدہ ہے۔ ٹیکسٹائل اور کپڑوں کی مد میں ایک سے زائد محصولات ہیں جس میں عام محصول کے علاوہ ایک مخصوص محصول بھی ان مصنوعات پر نافذ ہے۔ جو کچھ اس طرح ہے:

1۔ بیڈ لینن کاٹن پر محصول 12.5 فیصد یا 108 روپے فی کلو ہے (جو بھی زیادہ ہو)
2۔ دودھ کے لیے محصول 60 فیصد، مکھن کے لیے 40 فیصد اور پیاز کے لیے 30 فیصد ہے۔
3۔ کپڑوں پر ٹیکس 83 سے 90 فی عدد یا 12.5 فیصد ہے جو بھی زیادہ ہو۔
4۔ بھارت میں زیادہ محصول زراعت، آٹو موبائل، ٹیکسٹائل اور کپڑوں پر نافذ ہیں۔

غیرمحصولاتی پابندیاں

پاکستان کو بھارت کے غیرمحصولاتی پابندیوں سے جن بڑی مشکلات کا سامنا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. http://www.wto.org/english/res_e/booksp_e/anrep_e/anrep06_e.pdf

الف) **کسٹم دستاویز:** بہت زیادہ کسٹم دستاویزات مصنوعات کی آزادانہ نقل وحمل میں رکاوٹ ہیں۔ تاخیر محصولات کے پیچیدہ ڈھانچے اور متعدد چھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہدایات کے فارم کسی ایک جلد میں دستیاب نہیں ہیں۔

ب) **درآمدی لائسنس:** اگرچہ پاکستان نے درآمدی لائسنس کی ضرورت ختم کردی بھارت نے اسے خاص طور پر گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی درآمد میں جاری رکھا ۔

ج) **خوراک کی اشیاء:** The precaution of Adulteration of Food Rules 1955 پیکنگ اور لیبل لگانے سے متعلق ہیں اس میں 30 شقیں اور ذیلی شقیں ہیں اس کے بعد صحت کے افسران سیمپل اکٹھے کر کے مرکزی فوڈ لیبارٹری کو بھجواتے ہیں۔

د) **ٹیکسٹائل:**
Ago dyes : اس میں سامان جہاز پر لادنے سے قبل اس کی بھیجے جانے والے ملک کی مصدقہ ٹیکسٹائل لیبارٹری سے سرٹیفیکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر ایک رنگ کے مال کا انفرادی طور پر جائزہ لیا جاتا ہے۔ ایسے بھی واقعات ہوئے جب یورپی یونین کی مصدقہ لیبارٹریوں کے سرٹیفیکیٹ مسترد کردیئے گئے۔
نشان کی ضرورت: بنانے والے کا نام اور پتہ، وہ شخص جو یہ سامان بنوا رہا ہے، سامان کی تیاری کے سال اور مہینہ اور کپڑے کی معلومات اس کے ساتھ لگے قیمت کے ٹیگ پر واضع درج ہونی چاہیں۔ یہ انگریزی اور ہندی دونوں زبانوں میں درج ہونا لازمی ہے۔

ر) **مطلوبہ لازمی معیار:** یہ بیورو آف انڈیا سٹنڈرڈ میں بیان کیے گئے ہیں۔ مطلوبہ معلومات کسی ایک دستاویز میں دستیاب نہیں اور اس کی تفصیلات آٹھ مختلف ایکٹ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بی آئی ایس لائسنس کے لیے درخواست فیس، بھارت سے دوسرے ممالک میں جائزے کے لیے دوروں کے اخراجات، پراسس کے اخراجات، سالانہ مارکنگ فیڈز وغیرہ شامل ہیں۔ غیر ملکی مینوفیکچرز کو بھارت میں نمائندہ دفتر کھولنا ہوتا ہے (جس کی اجازت ریزرو بنک انڈیا سے درکار ہوتی ہے)۔ اس لائسنس کی مدت ایک سال ہوتی ہے۔ تجدید کے لیے پورا عمل دوبارہ دہرایا جاتا ہے۔

ز) **درآمد کے لیے مختص بندرگاہ:** گاڑیوں سے متعلقہ درآمدات کے لیے کچھ مخصوص کسٹم طریقہ کار نافذ ہیں مثال کے طور پر گاڑی صرف تین مخصوص بندرگاہوں پر اور بنانے والے ملک سے ہی درآمد کی جا سکتی ہے۔

س) **محصولات کے نرخوں کا کوٹہ:** یہ خشک دودھ، مکئی، سورج مکھی اور اس کے تیل، بیج، سرسوں کے تیل کے تحفظ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

تجارت کی مد میں بھارت کی غیر محصولاتی پابندیاں پاکستان کی بھارت کو برآمدات میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ پاکستان میں درآمدات کے معیار وغیرہ کو جانچنے کی استعداد کار مشکوک ہے اور درآمدات پر موثر طور پر نافذ بھی نہیں کی جاتی جس سے دو ممالک کے درمیان تجارتی سرگرمیاں ہموار نہیں رہتی اور اس سے مقامی تاجروں کو نقصان ہوتا ہے۔ پاکستان کی درآمدات کو ریگولیٹ کرنے کی صلاحیت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ برابری کا میدان میسر ہو۔

تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کا مقصد

بین الاقوامی معاشی تعلقات اور بین الاقوامی سیاست میں ایک ملک دوسرے ملک کو بین الاقوامی تجارت میں پسندیدہ ملک کا درجہ (MFN) دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس ملک کو یہ درجہ دیا جاتا ہے اسے پسندیدہ ملک قرار دینے والے ملک کی جانب سے لازمی تجارتی فوائد ملتے ہیں۔ درحقیقت پسندیدہ ملک کا درجہ پانے والے ملک کو یہی درجہ ملنے والے دوسرے ممالک کے برابر تجارتی فوائد ملنے چاہیں۔ ڈبلیو ٹی او کے تمام ممبران (پاکستان اور بھارت ممبر ہیں) ایک دوسرے کو پسندیدہ ملک کا درجہ دینے پر متفق ہیں۔ عام طور پر اس کے فوائد یہ ہوتے ہیں کہ چھوٹے ممالک کو بھی وہی کسٹم ٹیرف ملتے ہیں جو بڑے ممالک دوسرے بڑے ممالک کو دیتے ہیں اور اس کے لیے الگ سے مذاکرات نہیں کرنے پڑتے۔ ایم ایف این کا اصول درآمد کرنے والے ملک کو سب سے موثر ذریعے کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔

پاکستان اور بھارت نے 1948 میں جنرل ایگریمنٹ آن ٹیرف اینڈ ٹریڈ (GATT) پر بانی ممبران کی حیثیت سے دستخط کیے۔ اس معاہدے میں ایک خصوصی شق شامل کی گئی جو دو ملکوں کو خصوصی باہمی معاہدوں کی اجازت دیتی ہے۔ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کو پسندیدہ ملک کی طرح تصور کیا اور 1965 کی جنگ تک تجارت عام انداز میں چلتی رہی۔ ایک دوسرے کو باقاعدہ پسندیدہ ملک قرار دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ GATT اور بعد میں ڈبلیو ٹی او کے تمام ممبران کو پسندیدہ ملک ہی تصور کیا جاتا جب تک کہ کوئی کسی کو کوئی اور درجہ نہ دے جیسا کہ پاکستان نے

جدول2: بھارت کا پاکستان اور دیگر سے سلوک (2004-2005 کے انٹی ڈمپنگ اقدامات کا خلاصہ)[2]

	آغاز	عارضی اقدامات	حتمی ڈیوٹی عائد کرنا	قیمتیں طے کرنا	نافذ کردہ اقدامات
ارجنٹینا	6	2	1	2	56
آسٹریلیا	9	2	1	0	52
برازیل	5	0	3	2	50
کینیڈا	7	9	7	0	59
چین	27	17	20	3	71
کولمبیا	1	0	1	0	3
مصر	7	0	0	0	15
یورپی یونین	32	14	6	4	167
بھارت	30	9	29	1	191
انڈونیشیا	2	0	6	0	7
اسرائیل	5	2	0	1	6
جمیکا	0	0	1	0	NR
جاپان	0	0	0	0	2
کوریا	1	3	11	2	32
ملائیشیا	4	7	3	0	12
میکسیکو	7	7	7	0	63
نیوزی لینڈ	5	5	4	0	14
پاکستان	5	3	3	0	7
یوراگوئے	0	0	1	0	NR
پیرو	7	4	5	0	33
جنوبی افریقا	19	8	2	0	73
تائیوان	0	0	0	0	3
تھائی لینڈ	1	2	0	0	22
ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو	0	0	1	0	5
ترکی	20	2	16	0	68
امریکا	9	25	21	0	280
کل	**209**	**121**	**149**	**15**	**1,291**

ماخذ: ڈبلیوٹی او سالانہ رپورٹ 2006

2. http://www.wto.org/english/res_e/booksp_e/anrep_e/anrep06_e.pdf

مثبت فہرست کا طریقہ اختیار کیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بھارت جو کہ ڈبلیو ٹی او کے پاس شکایات درج کرانے اور حفاظتی اقدامات لینے میں بہت سرگرم ہے کبھی پاکستان کو تجارت کے لیے پسندیدہ درجہ نہ دینے کے معاملے پر ڈبلیو ٹی او کی عدالت میں نہیں لے کر گیا۔ اس کی وجہ بظاہر یہ نظر آتی ہے کہ بھارت سب سے محدود درآمدی رجحان رکھنے والا ملک ہے اور شائد نہیں چاہتا کہ اس پہلو کو ڈبلیو ٹی او میں اجاگر کیا جائے۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ چونکہ بھارت کی پاکستان کو بغیر تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کے درجے کے بھی برآمدات بڑھتی جارہی ہیں اس لیے اس کے تجارتی حلقوں میں یہ مطالبہ نہیں کیا جارہا۔ وجہ جو بھی ہو بھارت نے کبھی بھی پاکستان سے قانونی طور پر پسندیدہ ملک قرار دینے کا معاملہ نہیں اٹھایا۔

پسندیدہ ملک قرار دینے کے پاکستان پر اثرات

پاکستان کی جانب سے بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کا معاملہ دونوں ممالک کے درمیان ممبئی حملوں کے بعد خراب ہونے والے تعلقات کی بحالی کی کوششوں کی وجہ سے بنیادی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ پاکستان کی سول حکومت سمجھتی ہے کہ بھارت کے ساتھ جامع مذاکرات کے دیگر امور پر معاملات آگے بڑھانے پر زور دینے کے ساتھ ساتھ تجارتی تعلقات کی بہتری سے ملک میں فوج کے کردار کو کم کرنے میں مدد مل سکے گی۔

دوسری طرف بھارت نے ہمیشہ تجارت اور عوام سے عوام کے رابطے بڑھانے کی حوصلہ افزائی کی ہے اور جامع مذاکرات میں باآسانی حل ہونے والے دیگر امور کی جانب قدم نہیں بڑھایا۔ دونوں ملکوں پر تعلقات کی بہتری کے لیے امریکا کا بھی واضح دباؤ ہے تاکہ پاکستان اپنی زیادہ توجہ مغربی سرحدوں پر مرکوز کر سکے۔

پاکستان کی زیادہ تر تاجر برادری بھارت تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کی حمایت کر رہی ہے۔ وہ اس معاملہ پر حمایت اس امید پر کرتے ہیں کہ انہیں بھی بھارت کی بڑی مارکیٹ میں رسائی کے مواقع ملیں گے۔ اس لیے وہ حکومت کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ وہ بھارت سے کسی حد تک غیر محصولاتی پابندیوں میں کمی کرائے۔

مختلف جائزوں میں سامنے آنے والی رپورٹس کے مطابق پاکستان کی بھارت سے غیر رسمی تجارت 0.5 ارب ڈالر سے 10 ارب ڈالر کے درمیان ہے جبکہ زیادہ حقیقی اعداد وشمار 2 سے 3 ارب ڈالر تک کے ہیں۔

پاکستان سے زیادہ تر ٹیکسٹائل اور اس کی مصنوعات جبکہ بھارت کی طرف سے ٹیکسٹائل مشینری، کاسمیٹک، ٹائر، ادویات اسمگل ہوتی ہیں۔ اب یہ ممکن ہے کہ بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے ان میں زیادہ تر نقل وحمل جعلی دستاویزات اور دبئی کے راستے کے بجائے سرکاری طریقہ کار کے تحت ہو جس سے پاکستان کا خرچ بچے گا۔ تاہم جہاں تاجر غلط ڈیکلریشن کے ذریعے مالی فوائد حاصل کر رہا ہے وہاں اس کی تجارت ایسے ہی چلے گی اور پسندیدہ ملک کا درجہ اس کو صحیح طریقے سے برآمدات کرنے پر مجبور نہیں کر سکے گا۔

ایس ڈی پی آئی جی کے شاہین رفیع خان اور دیگر کی طرف سے کی گئی تحقیق کے مطابق اگر پاکستان بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ دے بھی دیتا ہے تو 80 فیصد غیر قانونی تجارت جاری رہے گی۔ اس میں کہا گیا کہ "پسندیدہ ملک قرار دے کر تجارت کو زیادہ آزاد کرنا ضروری ہے لیکن یہ کوئی واضح تبدیلی پیدا کرنے کا موثر ذریعہ نہیں۔ موجودہ محصولات کو کافی حد تک کم کرنا ہوگا اور طریقہ کار کو سہل بنانا ہوگا تب ہی تبدیلی کا حصول ممکن ہے"۔
تاہم صنعت کار تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے ٹیکسٹائل اور دیگر مشینری اس کی تنصیب کی مہارت کے ساتھ سستے داموں درآمد کرنے کا فائدہ دیکھ رہے ہیں۔

تجارت کے لیے پسندیدہ ملک قرار دینے کے بعد پاکستان کی بھارت سے درآمدات یقیناً بڑھیں گی لیکن یہ پیشن گوئی کرنا مشکل ہیں کہ کتنی بڑھیں گی۔ لیکن پاکستان کی بھارت کو برآمدات صرف اسی صورت میں بڑھ جاسکتی ہیں جب بھارت اپنے دعووں پر عمل کرے یعنی حقیقت میں غیر محصولاتی پابندیاں کم کرے۔ یہ دلیل کہ یہ پابندیاں صرف پاکستان کے لیے نہیں صحیح ہوسکتی ہے لیکن اس سے پاکستان کے برآمد کنندگان یا صنعت کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پاکستانی صنعت کی صلاحیت کبھی بھارت میں پوری طور پر استعمال نہیں کی گئی اس کی ایک مثال ٹریکٹر انڈسٹری کی ہے۔ پاکستانی ٹریکٹر ہر اعتبار سے سستا ہے جس کی وجہ ایکس چینج کی شرح اور معیار ہے لیکن یہ کبھی بھارتی مارکیٹ میں داخل نہیں ہوسکتا اس کی وجہ بھارت کی آٹو کے لیے مختص ٹیسٹنگ اتھارٹی اور درآمد لائسنس کے ضروریات ہیں۔

سافٹا (SAFTA)

سافٹا ایک معاہدہ ہے جس پر سارک ممالک نے 6 جنوری 2004 کو دستخط کیے اس کا

مقصد سارک کے آٹھ ممالک بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان، افغانستان اور سری لنکا کے درمیان مصنوعات اور خدمات پر محصولات اور دیگر تجارتی پابندیوں کا خاتمہ ہے۔ سافٹا معاہدہ یکم جنوری 2006 کو نافذ ہوا اور تمام ممالک کی توثیق کے بعد قابل عمل ہوا۔

سافٹا میں ترقی پزیر ممالک (بھارت، پاکستان، سری لنکا) کو پہلے مرحلے میں دو سال میں 2007 کے اختتام تک ڈیوٹی کو 20 فیصد تک کرنا تھا۔ آخری مرحلے میں 20 فیصد کو صفر تک لانا تھا۔ کم ترقی یافتہ ممالک کو مزید تین سال میں ڈیوٹی صفر تک لانے کا وقت دیا گیا۔

اہم شعبوں کے تحفظ کے لیے متعلقہ ممالک کو حساس فہرست بنانے کی اجازت دی گئی جس کی زیادہ سے زیادہ تعداد باہمی مشاورت سے طے کی جاسکتی ہے۔ ان حساس فہرستوں پر ہر چار سال بعد نظر ثانی کی جاتی تھی۔ پاکستان، بھارت اور سری لنکا کی حساس فہرستیں ٹیرف لائن کے 20 فیصد ہیں۔ پاکستان نے 1163 ٹیرف لائن مقرر کیں جو زراعت، ٹیکسٹائل مشینری، گاڑیوں کے پرزوں اور ادویات پر مشتمل ہیں جبکہ بھارت نے حساس فہرست میں 884 ٹیرف لائن مقرر کیں۔

اگرچہ ایم ایف این میں کسی قسم کی حساس فہرست نہیں یہ حفاظی اقدام سافٹا کے تحت ہے۔ اس لیے اگر پاکستان بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ دے بھی دیتا ہے تو بھی وہ اپنی ملکی صنعت کے لیے اہمیت کی حامل مصنوعات کے محصولات کا نرخ زیادہ رکھ کر ان اہم مصنوعات کو تحفظ دے سکے گا۔ تاہم درآمدات کی موجودہ پالیسی کے تحت بھارت سے بعض مصنوعات کی درآمد کی مکمل پابندی صرف مثبت فہرست کے تحت ہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ حکومت پاکستان مکمل پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے قبل مثبت فہرست سے منفی فہرست کی طرف مائل ہو رہا ہے۔

جہاں تک علاقائی تجارت پر سافٹا کے اثرات کا تعلق ہے اس معاہدے پر دستخط کرنے کے وقت پاکستان کی سارک ممالک کو برآمدات 0.055 ملین ڈالر تھیں جو 2010 میں بڑھ کر 56 ملین ڈالر ہوگئی۔ یہ متاثر کن اضافہ ہے لیکن کل تجارت کا بہت تھوڑا حصہ ہے۔ جہاں تک بھارت کی سارک ممالک کو برآمدات کا تعلق ہے معاہدہ پر دستخط کے وقت یہ 3.8 ملین ڈالر تھیں جو 2010 تک بہت بڑھ چکی ہیں۔ بنگلہ دیش کی برآمدات 15 ملین ڈالر سے بڑھ کر 2010 میں 236 ملین ڈالر ہوگئی۔ اگرچہ ممبر ممالک نے سافٹا پر دستخط کے بعد کافی فائدہ حاصل کیا لیکن یہ ابھی بھی اصل صلاحیت سے کافی کم ہے۔

افغانستان نے مارچ 2008 میں سافٹا میں شمولیت اختیار کی۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان تجارت 2 ارب ڈالر کی ہے جو کافی حد تک پاکستان کے حق میں ہے۔ افغانستان کی سافٹا میں شمولیت سے پاکستان یہ مارکیٹ کھو سکتا ہے۔ افغانستان کو زمینی رسائی کا واحد راستہ پاکستان سے ہے اور دیگر سارک ممالک پاکستان سے افغانستان تک پہنچنے کے لیے سہولت کی فراہمی کی توقع کریں گے جس میں سب سے زیادہ فائدہ بھارت کو ہوگا۔ تاہم پاکستان کے لیے تحفظ سافٹا کے آرٹیکل 8 میں ہے جو ممبر ممالک کو آپس میں تجارت کے لیے سہولت فراہم کرنے کے لیے اضافی اقدامات کرنے کی ہدایت کرتا ہے لیکن اس پر مجبور نہیں کرتا۔ یہ آرٹیکل کہتا ہے "معاہدہ کرنے والے ممالک تجارت کے لیے سہولت کی فراہمی اور باہمی فائدے کے لیے سافٹا پر مکمل عملدرآمد کے لیے مدد فراہم کرنے کے لیے آرٹیکل 7 میں طے شدہ اقدامات سے زائد اقدامات پر غور کے لیے متفق ہو گئے۔ ان میں دوسرے اقدامات کے علاوہ سارک تجارت کو موثر بنانے کے لیے زمین میں گھرے ممالک کو ٹرانزٹ ٹریڈ کی سہولت بھی فراہم کی جاسکتی ہے"۔

اگرچہ معاہدے میں ٹرانزٹ کی سہولت سمیت عام سہولیات کی فراہمی کا اشارہ کیا گیا ہے لیکن معاہدے میں شامل ممالک کے پاس قومی مفاد یا بدلے کے اصول کے تحت ایسی سہولیات کو مسترد یا تاخیر سے دینے کا حق حاصل ہے۔ اس وقت زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کے لیے بھارت کو افغانستان تک رسائی دینا مناسب محسوس نہیں ہوتا سیاسی سطح پر پاکستان بھارت پر افغانستان میں اس کے اثرات زائل کرنے کے لیے اقدامات کرنے کے الزامات عائد کر رہا ہے۔ سارک میں شامل ہونے کے لیے ٹرانزٹ ٹریڈ کی سہولت فراہم کرنا لازم نہیں یہ دو ممالک مل کر طے کر سکتے ہیں۔

سارک/ سافٹا کا ممبر ہو کر بھارت کو تجارت کے لیے پسندیدہ ملک کا درجہ نہ دینے سے سارک/ سافٹا کے فروغ پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ تاہم پسندیدہ ملک کا درجہ دینے کے بعد بھی اگر پاکستان اور بھارت کے درمیان سیاسی، سفارتی اور فوجی تناو برقرار رہا تو سارک کا فروغ ممکن نہیں اور یہ اپنی صلاحیت کے مطابق فروغ نہیں پا سکتا۔ تاہم اگر پاکستان اور بھارت کے تعلقات بہتر ہو جائیں تو یہ پلیٹ فارم موثر طور پر استعمال کے لیے دستیاب ہے۔

تجاویز

اگرچہ ڈبلیوٹی او کے ممبر بننے سے دوسرے ممبر ملک کو پسندیدہ ملک کا درجہ خودبخود مل جاتا ہے تاہم پاکستان مسئلہ کشمیر کے حل نہ ہونے کی رنجش کی وجہ سے بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ نہیں دے رہا۔تجارت صرف دوستوں سے دشمنوں سے نہیں کا نظریہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے تبدیل ہو رہا ہے۔ معیشت میں بہتری کے لیے قومیں اب دشمنوں سے بھی تجارت کر رہی ہیں جس کی مثال چین کی تائیوان، بھارت اور امریکا سے تجارت کی دی جاتی ہے۔ یہ اقدامات بڑے ممالک نے اٹھائے تاکہ باہمی فوائد حاصل کیے جاسکیں مثال کے طور پر امریکا روزمرہ کے اخراجات کی کمی کے لیے اور چین معیشت کی مضبوطی کے لیے باہمی تجارت کر رہے ہیں۔

اس لیے دشمن سے تجارت کا مقصد باہمی فائدہ ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا پاکستان کی بھارت کو 2004-2005 میں برآمدات 288 ملین ڈالر تھیں جو 2010-2011 میں 264 ملین ڈالر ہوگئیں اس طرح 8 فیصد کی کمی ہوئی جبکہ بھارت کی پاکستان کو 2004-2005 میں برآمدات 547 ملین ڈالر تھیں جو 2010-2011 میں 1743 ملین ڈالر ہوگئی جو 218 فیصد اضافہ ہے۔ اب اس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کافی غیر اطمینان بخش صورتحال ہے کہ پاکستان نے ابھی تک بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ بھی نہیں دیا اور رجحان ابھی سے نقصان دہ ہے۔ جب بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ دے دیا جائے گا اور بہت سی مزید اشیاء کی درآمد کی اجازت ہوگی تو پاکستان تجارت میں توازن کے لیے کیا کرے گا؟

ہاں، پاکستان میں بعض مشینری اور مصنوعات کی قیمت کم ہوجائے گی جس سے کچھ صنعتوں کو فائدہ ہوگا لیکن اس کے ساتھ بعض مقامی صنعتیں بھارتی درآمدات کے سامنے ٹھہر نہیں پائیں گی جس سے بے روزگاری اور رنجشیں بڑھیں گے۔

دوسری طرف بھارت پاکستانی صنعت کاروں کے لیے ایک ارب لوگوں کی مارکیٹ ہے جو بعض پاکستانی صنعت کاروں کے لیے خوش کن سوچ ہوسکتی ہے۔ لیکن چونکہ بھارت کی جانب سے کسی تبدیلی کی امید نہیں پاکستانی صنعت کار اس مارکیٹ کو حاصل کرنے کے لیے کیا نئے اقدامات کریں گے۔ موجودہ صورتحال میں پاکستانی مصنوعات کو قبول کرنے کے لیے بھارت کے رویے میں تبدیلی کا امکان نہیں۔
جیسا رپورٹ کیا گیا وزارت تجارت بھارت کے ساتھ پاکستانی تاجر برادری کے خدشات کے حوالے سے تین معاہدوں پر بات چیت کر رہی ہے۔ وہ یہ ہیں:

i۔ پاکستانی برآمدکنندگان کے بھارت میں زائد محصول اور ٹیکسوں کی شکایات کے حل کے لیے کسٹم تعاون معاہدہ Custom Cooperation Agreement
ii۔ کوالٹی کے معیار کو جانچنے کے لیے باہمی توثیق معاہدہ Mutual Recognition Agreement
iii۔ خریداروں کے مسائل کے تحفظ کے لیے معاہدہ Grievance Agreement

چونکہ زیرغور ان معاہدوں کی تفصیلات دستیاب نہیں اس لیے ان پر تبصرہ کرنا دشوار ہے۔ تاہم اراکین پارلیمنٹ وزارت تجارت سے بریفنگ لے سکتے ہیں کہ بھارت پاکستانی تاجروں کو برابری کا میدان فراہم کرنے کے لیے کون سی سہولیات فراہم کرنے کے لیے راضی ہوا ہے۔

پسندیدہ ملک قرار دینے پر معاشرے کے بعض عناصر کو اعتراض ہے جن میں زیادہ تر دائیں بازو کے ہیں لیکن بعض درمیانی سوچ کے افراد کو بھی تحفظات ہیں چونکہ حکومت پاکستان نے یہ زیادہ واضح نہیں کیا کہ پاکستان کو بدلے میں کیا ملے گا ضروری نہیں کہ سیاسی سطح پر بلکہ تجارتی شعبے کی ترقی کے حوالے سے ہی کیا مل سکتا ہے۔

چونکہ حکومت پاکستان نے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کی اصولی منظوری دے دی ہے اور حقیقی نوٹیفکیشن کے اجراء کے لیے کئی امور پر بات چیت جاری ہے۔ اراکین پارلیمنٹ کو جاری مذاکرات کی تفصیلات لازمی طور پر حاصل کرنی چاہیں اور ان کی کامیابی کے لیے زور دینا چاہیے تاکہ پاکستان اپنا اعلان کردہ عزم کو پورا کرسکے۔

پاکستانی مصنوعات کے لیے مارکیٹ کا جائز حصہ وصول کیے بغیر جلد بازی میں اٹھایا گیا کوئی قدم، جس سے پاکستانی صنعت کی نسبتاً ترقی میں کمی ہو، عوام کی نظر میں درست نہیں ہوگا۔

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف

لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ

اینڈ ٹرانسپیرنسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان

لاہور آفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور

ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)

E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org